نشوونما دینے اور اس میں شعور پیدا کرنے میں اخبار و جرائد غیر معمولی کردار انجام دیتے ہیں۔ نسل انسانی کو سیاسی دور سے آشنا کرنے اور ہر خاص و عام کو اس کی جانب مائل کرنے میں صحافت کا خاص رول ہے۔ اخبار و جرائد نہایت ہی آسان اور سہل زبان میں اپنی بات پیش کرتے ہیں جس کو ہر خاص و عام آسانی کے ساتھ سمجھ لیتا ہے۔ اور چونکہ ہر فرد انہیں بآسانی حاصل کر سکتا ہے اس لئے کسی معاملہ میں بہت جلدی ایک فضا اور عام رائے قائم ہو جاتی ہے اور اکثریت اس راہ کی جانب چل پڑتی ہے۔

اسی طرح ثقافت اور علمی یکسوئی اور اس سے رغبت پیدا کرنے کا سہرا صحافت کو حاصل ہے۔ ثقافت اور علم و فن کی غیر معمولی اشاعت اور اس میں بے مثال ترقی اخبار و جرائد کے باعث ہوئی۔ فکر و نظر کی مختلف صورتوں میں جلوہ گری صحافت کے ذریعہ ہوئی۔ اس نے لوگوں کو علم و فن کی افادیت اور فرد و سوسائٹی کے لئے ان کی ضرورت سے روشناس کیا۔ آج علم و فن کے حصول کی جانب ہر خاص و عام کو جو اس قدر توجہ اور کشش ہے اس کی خاص وجہ اخبار و جرائد ہیں۔ ان اخبار و جرائد میں علمی اور ثقافتی مباحث ہوتے ہیں۔ مختلف موضوعات زیر بحث ہوتے ہیں۔ علم و ادب کے بہترین گوشے ہوتے ہیں جو ہر خاص و عام کے لئے سودمند اور مفید ثابت ہوتے ہیں اور ملک و سماج کے لئے انکی ضرورت کا ہر فرد کے اندر احساس پیدا ہوتا ہے۔ خود اسکی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے علم و فن اہم ثابت ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ ان کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔

صاحب علم و ادب کو طبع آزمائی کرنے اور اپنی صلاحیت کو نشوونما دینے کا بہترین موقع ملتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک کے اندر اس بات کی خواہش پیدا ہوتی کہ وہ بھی اپنی صلاحیت کو پروان چڑھانے کے لئے صحافت کو استعمال کرے۔ چنانچہ اس طرح کی پوری فضا اور مسلّم راہ تیار ہو جاتی ہے اور علم و فن سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کے

ہر ایک میدان میں اور کسی بھی کام کے لئے ایک عام فضا اور رائے عامہ تیار کرنے میں صحافت کا اہم رول ہوتا ہے۔

غرض کہ زندگی کا کوئی شعبہ ہو، اور فکر و نظر کی کوئی حقیقت ہو، اسکی جانب اخبار و جرائد متوجہ ہو جائیں، لوگوں کو اس جانب متوجہ کرنے کی کوشش کریں۔ اس شئے کے بارے میں ایک رائے عام قائم کرنا چاہیں، ہر خاص و عام کو اسکی جانب متوجہ کرنا چاہیں تو یہ کام فن صحافت کے لئے نہایت آسان ثابت ہوگا اور لے وہ بحسن و خوبی انجام دے سکتا ہے۔

صحافی: صحافی اور افراد کے خیالات کے مابین امتزاج و ارتباط ہونا ضروری ہے۔ ایک صحافی جب سماج و معاشرہ کی نفسیات سے واقف ہوتا ہے، انسانی سوسائٹی کے نشیب و فراز سے آشنا ہو کر جاتا ہے اس کا تعلق افراد سے جڑا رہتا ہے۔ اور جو بھی آواز بلند کرتا ہے وہ سماج کی آواز ہوتی ہے اکثریت کی آواز ہوتی ہے تو وہ صحافی صحافت جیسی پاکیزہ خدمت کو بحسن و خوبی انجام دے سکتا ہے۔ اور جب سماج کی پسند اسکی پسند ہوتی ہے اور سماج کی خبر اسکی خبر ہوتی ہے تو ایسی صحافت مقبول و پسندیدہ ہوتی ہے ایک صحافی کے لئے یہ بات اشد ضروری ہے کہ اس کے نزدیک ملک و وطن اور سماج و معاشرہ کی فلاح و بہبود پیش نظر ہو۔ وہ ایسی خبروں اور چیزوں کو اخبار کے صفحات پر شائع کرے جن سے ملک و سماج ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ تہذیب و تمدن کی ترویج ہو، علم و ثقافت اور فن و ہنر کی افزائش ہو، سیاسی، معاشی، اقتصادی، اخلاقی ہر اعتبار سے ملک آگے بڑھے اور ایسے مسائل سے بحث کرے جن کی جانب ہر ایک کی توجہ مبذول ہو۔ اس عظیم صحافتی خدمت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ صحافی اپنی ذات کے مفاد اور تحصیل دولت کے لئے حکومت اور بڑے لوگوں کا شکار نہ ہو۔ وہ اسکو وسیلۂ معاش اور ذریعۂ اقتصاد نہ بنائے اور اس فن کے ذریعہ دولت حاصل نہ کرے بلکہ اس کے اندر خلوص سماج

اور معاشرے سے محبت کا جذبہ، ملک و وطن کی خیر خواہی کا ارادہ، اور سماج و معاشرہ کی اصلاح اور فلاح و بہبود کا عزم صمیم ہو۔

صحافی کو نڈر، بے خوف، بلند العزم، بلند ہمت اور خوف و خطر سے خالی ہونا چاہیے وہ ہر آزمائش کی گھڑی، ہر مصیبت کے لمحے ہر ناگہانی حالت کا مقابلہ کرسکنے کی سکت رکھے کیونکہ یہ راہ نہایت ہی مشکل اور کٹھن راہ ہے۔ اس راہ میں اس کا مادی نقصان بھی ہو سکتا ہے، اسکی جان کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ حکومتِ وقت کی استبدادی کارروائی اور ستم رسائی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اور اگر وہ صدق وحق پر قائم رہا تو اسکو بے شمار دشواریوں کا سابقہ پڑے گا۔ اس مشکل راہ اور کٹھن وادی جانکاہی سے وہی صحافی صحیح طور پر نکل سکتا ہے اور اپنے عہدہ و صحافت کے مقصد کو پورا کرسکتا ہے جس کے اندر مادہ پرستی، خوف و ہراس اور بزدلی نہ ہو۔

ایک صحافی کو صاحب ذہن و فکر کا حامل ہونا چاہیے، وہ سلجھی ہوئی ذہنیت کا حامل ہو۔ ہر حقیقت پر غور و فکر کی صلاحیت رکھے اور اس سے صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی دولت سے مالا مال ہو، سنجیدہ اور باوقار ہو، ہر ایک کی نظر میں اس کی حیثیت اور اس کا رتبہ ہو، سماج و معاشرے میں وہ باعزت نظر سے دیکھا جاتا ہو، اس کی بات ہر ایک کے لئے قابلِ یقین اور لائقِ عمل ہو۔

وہ اصلاحیت بھی ہو چونکہ زندگی کے مختلف مسائل سے اس کی آشنائی ہو، ہر مسئلہ کے بارے میں وہ معلومات رکھتا ہو۔ چونکہ صحافت علم و فن کے مختلف رنگوں کی سنگم ہوتی ہے وہ کسی خاص مقالہ یا مضمون پر محیط نہیں ہوتی، بلکہ اس میں انسانی زندگی سے متعلق تمام ہی گوشے زیر بحث ہوتے ہیں، سیاسی مسائل سے لیکر اقتصادی، تہذیبی و تمدنی، اخلاقی و مذہبی تمام ہی امور پر بحث کی جاتی ہے، لہٰذا ایک صحافی یا اس میدان کے سپاہی کو ہر قسم کے مسائل اور علوم سے کسی حد تک جانکاری ضروری ہے۔ اسی وقت

ایک صحافی صحافت نگاری کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔

زبانوں کی جانکاری بھی صحافت کے لئے ضروری ہے۔ ایک صحافی کو کم از کم دو تین زبانوں سے واقف ہونا چاہیئے، کیونکہ جب کوئی شخص اس میدان میں میں قدم رکھتا ہے تو اس کا سابقہ مختلف لوگوں سے پڑتا ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ جس فرد سے انٹرویو لینا یا بات کرنا چاہتا ہے وہ اسی زبان سے واقف ہو جس زبان سے وہ واقف ہے، بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ صرف انگلش زبان جانتا ہو ایسے وقت میں صحافی پریشانی کا شکار ہو سکتا ہے اور اپنی صحافتی ذمہ داری کو انجام نہیں دے سکتا ہے۔ لہذا اس فن میں کام کرنے والے کا زیادہ سے زیادہ زبانوں سے واقف ہونا اسکی صحافت کی کارکردگی میں اضافہ کرے گا اور ایسا صحافی اپنی ذمہ داری کو بخوبی انجام دے سکتا ہے۔

ایک صحافی کو انداز بیاں اور اسلوب کتابت سے آشنائی ہونی چاہیئے۔ ضروری ہے کہ وہ جس زبان میں صحافت کا فریضہ انجام دے رہا ہے، اس میں طریق کتابت سے واقف ہو۔ کسی حقیقت یا کسی بات کو کس انداز اور اسلوب میں پیش کیا جائے کہ ہر خاص و عام اسکو پڑھنے میں حسن و لذت محسوس کرے اور اسے کراہت محسوس نہ ہو۔ ظاہر ہے کسی خاص چیز کو پیش کر دینا کمال نہیں ہے۔ بلکہ کمال اس میں ہے کہ اس کو ایسے پیارے اور دلکش اور خوبصورت انداز میں پیش کیا جائے جسکی جانب ہر قاری کھنچ جائے۔

غرضیکہ ایک صحافی کو فریضۂ صحافت کو انجام دینے کے لئے بہت سی چیزوں سے جانکاری ضروری ہوتی ہے۔ جانکاری کے ساتھ ساتھ وہ معتبر، با اخلاق، سنجیدہ، صائب الرائے اور لوگوں میں مقبول شخصیت کا حامل ہو۔

معلّقات ـ تعداد، مرتّب اور وجہ تسمیہ

مقتدر سلطان اصلاحی ـ لیکچرر ـ اجمل خاں طبیہ کالج علی گڈھ مسلم یونیورسٹی ـ

یہ ان ادباء کے دلائل کا مختصر جائزہ تھا جو منتخب جاہلی قصائد کی خانہ کعبہ پر تعلیق کو صحیح سمجھتا ہے ۔ ادباء کا وہ طبقہ جس نے ان قصائد کو خانہ کعبہ پر معلق کیے جانے کی مخالفت کی ہے، اپنے خیال کی تائید میں متعدد عقلی و نقلی دلائل پیش کرتا ہے جس کو بآسانی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ـ طوالت کے خوف سے ان کے دلائل کی تفصیل سے گریز کرتے ہوئے ان کا محض خلاصہ پیش کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے :

کعبہ پر تعلیق کی روایت اگر صحیح ہوتی تو اس کا تذکرہ دور جاہلی کے اہم ماخذ میں ضرور ہوتا ـ قرآن مجید، دینی اخبار اور عرب کی قدیم تاریخی کتابوں میں اس روایت کا کہیں پتہ نہیں چلتا ـ ادب کی ابتدائی کتابیں مثلاً الاغانی، البیان والتبیین، الکامل فی اللغۃ والادب وغیرہ میں بھی اس روایت کا تذکرہ نہیں ہے ـ چونکہ یہ ماخذ معتمد اور مستند ہیں اس لئے ہم کو تعلیق کی روایت پر شبہ ہے[۲۴]

صحابہ کرامؓ نے مختلف مواقع پر جاہلی شاعروں کے عمدہ اشعار کو نقل کیا ہے

اور متعدد شعراء کی زندگی کے اہم واقعات پر روشنی ڈالی ہے یہاں تک کہ حدیث میں امرؤ القیس اور عنترۃ کے متعلق کچھ اہم باتیں بتائی گئی ہیں لیکن یہ عجیب وغریب بات ہے کہ صدرِ اوّل کے کسی فرد نے جس روایت کی طرف اشارہ اور کنایہ کے ذریعہ ہی نشاندہی نہیں کی وہ روایت بعد کے لوگوں کی زبان پر اس قدر رائج کیوں اور کیسے ہو گئی[22]۔

۳۔ اگر ان قصائد کو واقعۃً خانۂ خدا پر لٹکایا گیا ہوتا تو ہمیں کوئی نہ کوئی فرد ایسا ضرور مل جاتا جو یہ دعویٰ کرتا کہ اس نے ان اشعار کو ان صفحات سے نقل کیا ہے جو جاہلیت میں لکھے گئے[23]۔

۴۔ اگر تعلیق کی روایت صحیح ہوتی ہو تو ہمیں اصحاب معلقات میں کوئی ایک ایسا فرد ضرور مل جاتا جو اپنے قصیدے کو کسی نہ کسی لکھے ہوئے صحیفہ سے پڑھ کر سناتا۔ یہ امر قابلِ غور ہے کہ اشعار کو لکھ کر پڑھے جانے کا رواج عربوں میں کم تھا[24]۔

۵۔ جاہلی عربوں میں فی البدیہہ شعر کہنے کا رواج تھا۔ وہ لکھنے کو ناپسند کرتے تھے اور اس سے ناواقف بھی تھے۔ عربوں میں کتابت کا رواج اسلامی فتوحات کے بعد عام ہوا۔ اس لئے دورِ جاہلی میں شعر کے لکھے جانے کی روایت کے اندر صحت کا عنصر بہت کم نظر آتا ہے[25]۔

۶۔ مصحف کی شکل میں قرآن مجید کی تدوین رسول کریمؐ کے وصال کے کئی سال بعد عمل میں آئی اور یہ تدوین بھی کافی بحث ومباحثہ کے بعد ہوئی۔ قرآن مجید کی تدوین کا یہ عمل اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ جاہلی عربوں میں کلام کو یکجا کتاب کی شکل میں جمع کرنے کا طریقہ معروف نہیں۔ یہ طریقہ اسلام کی آمد کے بعد معروف ہوا۔ فی الواقع دورِ جاہلی میں کلام کے تحفظ کا واحد ذریعہ زبانی روایت کرنا